Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

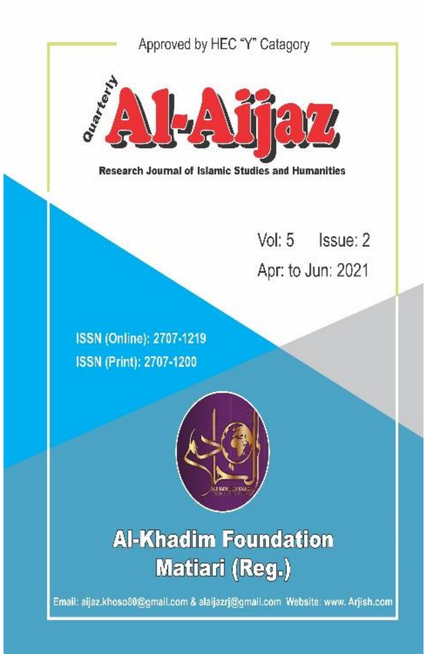

TOPIC:

Unilateral Promise & its Application in Islamic Banking and Finance

AUTHORS:

1. Bashir Ahmed, Ph.D Scholar, Islamic Learning Department, University of Karachi.
Email: salmsn7448@gmail.com ORCID : https://orcid.org/0000-0003-3988-7692
2. Dr. Muhammad Shahbaz Manj, Assistant Professor, Department of Islamic and Arabic Studies, University of Sargodha, Sargodha.
3. Dr. Urooj Talpur, Assistant Professor, Department of Economics, University of Sindh, Jamshoro.
Email: urooj@usindh.edu.pk

How to cite:
Ahmed, B., Manj, M. S., & Talpur, U. (2021). Urdu-4 Unilateral Promise & its Application in Islamic Banking and Finance. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *5*(2), 38-52.
https://doi.org/10.53575/Urdu4.v5.02(21).38-52

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/253

Vol: 5, No. 2 | April to June 2021 | Page: 38-52

Published online: 2021-05-01

QR Code

وعدہ بیع اور عصر حاضر کی اسلامی بینکاری میں اس کا استعمال (ایک تحقیقی جائزہ)

Unilateral Promise & its Application in Islamic Banking and Finance

Bashir Ahmed*
Dr. Muhammad Shahbaz Manj**
Dr. Urooj Talpur***

Abstract
Wa'ad means a promise give the impression of an expression of compliance of a person or a group on a particular matter. There are two types of Promise: a unilateral Promise as well as Bilateral promise. This division denotes the nature of binding and undertaking of the subject matter. It is fact the Wa'ad e Bay (Promise to purchase or sale) plays a vital role in the transactions used by Islamic financial institutions. Murabaha to purchase order, Ijarah Muntahia Bittamleek and Diminishing Musharaka are modes of Islamic financial institutions where unilateral Promise is binding with special reference to the views from the Islamic jurists. AAOIFI Shariah standards had mentioned about unilateral Promise and its application in Islamic which reads as fellow: The promise given by the client in the Murabahah transactions 5/1 The promise given by the client in the Murabahah transactions conducted by institutions is legally binding by virtue of item 3/5 of this Standard. This paper is aimed to discuss the binding nature of Wa'ad (Promise) in Shariah Law from both angles; as Diyanata (moral) as well as Qada'a (legal), with the refrence of the modern Islamic financial system.
Keywords: unilateral promise, Wa'ad, contract (aqad), Islamic Financial Institution.

اس آرٹیکل کا موضوع بحث وعدہ کی وہ قسم ہے جس میں وعدہ کرنے والے نے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہو (چاہے وعدہ یکطرفہ ہو یا دوطرفہ معاہدہ ہو) جس کے نتیجے میں موعود لہ (جس سے وعدہ کیا گیا ہو) نے کوئی مالی ذمہ داری برداشت کی ہو۔ درحقیقت اسلامی بینکاری میں متعدد تمویلی طریقوں (Products) میں وعدے کا سہارا لیا جاتا ہے، اب دیکھنا ہے کہ آیا یہ طریقے شرعی لحاظ سے جائز ہیں یا ان میں کوئی خامی ہے جن کی نشاندہی کی جاسکتی ہے؟

وعدہ کی اس خاص صورت اور اس کے حکم کو زیر بحث لانے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وعدہ کا تعارف اور اس کی ممکنہ تمام صورتیں اور ان کے عمومی احکام کو مختصراً ذکر کیا جائے تاکہ اسلامی بینکوں میں رائج وعدہ کی اس مخصوص صورت کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

وعدہ کا مفہوم (Unilateral Promise)

وعدہ یکطرفہ (Unileltral) یقین دہانی کا نام ہے جس میں ایک شخص یا ادارہ دوسرے کو کسی کام کے انجام دینے کی یقین دہانی کراتا ہے کہ

* Ph.D Scholar, Islamic Learning Department, University of Karachi.
Email: salmsn7448@gmail.com ORCID : https://orcid.org/0000-0003-3988-7692
** Assistant Professor, Department of Islamic and Arabic Studies, University of Sargodha, Sargodha.
*** Assistant Professor, Department of Economics, University of Sindh, Jamshoro.
Email: urooj@usindh.edu.pk

میں یہ کام کرنے یا نہ کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ مثال کے طور پر ایک آدمی کہتا ہے کہ میں آپ سے یہ گاڑی بیس اپریل کو مبلغ بیس لاکھ روپے میں خریدنے کا وعدہ کرتا ہوں۔

وعدہ کے مفہوم سے یہ بات واضح ہوئی کہ وعدہ یکطرفہ یعنی ایک فریق کی طرف سے ہوتا ہے، اور اگر دونوں طرف سے وعدہ کیا جائے تو اسے مواعدہ یا پھر معاہدہ کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وعدہ کے ضمن میں اس کے احکام ومسائل بھی آتے رہیں گے اس لیے دو طرفہ (Bilitral) وعدہ (معاہدہ/ مواعدہ) کی تعریف جاننا بھی ضروری ہے تاکہ اس کے احکام اور تطبیقات میں الجھن پیدا نہ ہو۔

مواعدہ/معاہدہ کا مفہوم (Bilateral Promise)

دو فریق ایک دوسرے کو مستقبل کی کسی متعین تاریخ میں کسی کام کی انجام دہی کا یقین دلائیں تو اس کو مواعدہ/معاہدہ کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص دوسرے سے وعدہ کرتا ہے کہ میں آپ سے بیس اپریل کو فلاں گاڑی بیس لاکھ روپے میں فروخت کرنے کا وعدہ کرتا ہوں اور دوسرا آدمی کہتا ہے کہ میں وہ گاڑی بیس اپریل کو آپ سے خریدنے کا وعدہ کرتا ہوں۔

ان دونوں الفاظ کے علاوہ دیگر چند الفاظ جیسے میثاق، عہد اور عقد کا تذکرہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جن کا مفہوم سمجھنے سے درج بالا اصطلاحات (وعدہ اور معاہدہ) مزید واضح ہو کر سامنے آئیں گی۔

میثاق کا مفہوم

میثاق کے معنی ہیں متعلقہ فریقوں کی جانب سے مالیاتی ذمہ داریاں پوری کرنے کی سنجیدہ کوشش اور اس کا بھرپور عزم۔ اس کا تقدس عام معاہدوں سے زیادہ ہوتا ہے۔[1]

قرآن کریم میں میثاق کا لفظ مختلف مقامات میں مذکور ہے۔ چنانچہ ایک جگہ یہ فرمایا گیا:

''وکیف تائخذونه وقد افضی بعضکم إلی بعضٍ واخذن منکم میثاقاًغلیظًا ۔ [2]

''اور تم دیا ہوا مال کیونکر واپس لے سکتے ہو جب کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ صحبت کر چکے ہو اور وہ تم سے عہد واثق بھی لے چکی ہیں۔''

ایک اور آیت کریمہ میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں مستعمل ہے۔

الذین یوفون بعهد الله ولا ینقضون المیثاق۔ [3]

''جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اقرار کو نہیں توڑتے۔''

عہد کا مفہوم

عہد کا لفظ کبھی تو وعدہ کی جگہ یہ استعمال ہوتا ہے لیکن عام طور پر اس میں عزم اور ارادہ وعدے کے مقابلے میں زیادہ پختہ اور مضبوط ہوتا ہے، اور بسا اوقات یہ لفظ معاہدہ کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اس کا استعمال دونوں معانی میں ہوا ہے، چنانچہ ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يا بنى إسرأيل اذكروا نعمتى التى ائنعمت عليكم واوفوا بعهدى اوف بعهدكم وإياى فارهبون۔[4]

"اے آل یعقوب! میرے وہ احسانات یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا، میں اس اقرار کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔"

ایک اور مقام پر فرمان الٰہی ہے:

ولا تقربوا مال اليتيم إلا بالتى هى احسن حتى يبلغ اشده واوفوا بالعهد إن العهد كان مسؤولاً ۔[5]

"اور یتیم کے مال کے پاس بھی نہ پھٹکنا مگر ایسے طریق سے کہ بہت بہتر ہو یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے اور عہد کو پورا کرو کہ عہد کے بارے ضرور پرستش ہو گی۔"

نیز ارشاد ربانی ہے:

والذين هم لائماناتهم وعهدهم راعون۔ [6]

"اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں۔"

عقد کا مفہوم

عقد کے لغوی معنی جوڑنا اور گرہ لگانا کے آتے ہیں۔ اصطلاحی معنی کے اعتبار سے عقد کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے:

"عقد ایک ذمہ داری قبول کرنے کے لیے یا اسے مکمل کرنے یا ترک کرنے کے لیے دو افراد کی رضامندی کا نام ہے۔"[7]

مفتی محمد تقی عثمانی نے درج بالا اصطلاحات کی تشریح بڑے جامع انداز میں درج ذیل الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

"پہلے یہ سمجھنا چاہیے کہ چار مختلف الفاظ ہیں۔ جن میں بعض اوقات التباس ہو جاتا ہے، ان کی حقیقت الگ الگ سمجھنی ضروری ہے۔ ایک وعدہ ہے، دوسرا عہد، تیسرا معاہدہ اور چوتھا عقد۔ جہاں تک عقد کا تعلق ہے، وہ کسی معاملے کو بالفعل وجود میں لانے کو کہتے ہیں۔ مثلاً بیع کہ اس میں ایجاب و قبول کرنے سے عقد وجود میں آجاتا ہے، اور اس کے نتیجے میں مشتری کی ملکیت میں مبیع فوراً منتقل ہو جاتی ہے، اور بائع کو ثمن کے مطالبے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ بیع کے نتیجے میں فریقین پر عقد کی ذمہ داریاں لازم ہو جاتی ہیں، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ وعدہ یک طرفہ ہوتا ہے جس میں ایک فریق دوسرے کو کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کی یقین دہانی کراتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ میں تم سے کل فلاں مال اتنی قیمت میں خرید لوں گا۔ معاہدہ دو طرفہ ہوتا ہے۔ مثلاً فریقین ایک دوسرے کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم فلاں تاریخ کو آپس میں بیع کریں گے۔ عہد کا لفظ بعض اوقات وعدے کے لیے بولا جاتا ہے، مگر عرف عام میں اس میں پختگی وعدے کے مقابلے میں زیادہ سمجھی جاتی ہے، اور بعض اوقات اسے معاہدہ کے معنی میں بھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔"[8]

ایفاء عہد کی تاکید قرآن وسنت کی روشنی میں قرآن وسنت کی تعلیمات میں ایفاء عہد کی مختلف مقامات میں تاکید آئی ہے جن کا تذکرہ وعدہ اور عہد کے مفاہیم کے ذیل میں کیا جا چکا، ساتھ ہی بلا عذر وعدہ خلافی کو قابل مذمت اور قبیح فعل قرار دیا گیا ہے، چنانچہ سورۃ الصف میں فرمایا گیا:

یٰٓایها الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون ۔ (9)

''اے ایمان والو! ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، اللہ کے نزدیک یہ بہت ناراضی کی بات ہے کہ وہ بات کہو جو کرو نہیں۔''

اسی طرح سورت بنی اسرائیل میں ارشاد فرمایا:

و اوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا ۔ (10)

''اور عہد کو پورا کرو، بیشک عہد کی پوچھ ہو گی۔''

مذکورہ بالا دونوں آیات میں ایفاء عہد کی تاکید کی گئی ہے اور وعدہ خلافی کو ناپسندیدہ اور ناراضگی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی وعدہ کی اہمیت بتلائی گئی ہے کہ اگر وعدہ کو پورا نہیں کیا تو اللہ تعالی کے سامنے وعدہ خلافی کا جواب دیناپڑے گا۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی وعدہ کو پورا کرنا (ایفائے عہد) ایمان کی علامت اور وعدہ خلافی کو منافقت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

'' لا ایمان لمن لا امانة له ولا دین لمن لا عهد له''

''جس میں امانتداری نہیں اس کا ایمان (کامل) نہیں ہے، اور جس میں عہد کی پاسداری نہیں اس کا دین (کامل) نہیں۔''(11)

اس حدیث مبارکہ میں وعدہ کو پورا کرنا ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے اور جو وعدہ کی پاسداری نہیں کرتا اس کا گویا ایمان کامل نہیں۔

ایک اور روایت (جو کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے) میں رسول اللہ ﷺ نے وعدہ خلافی کو نفاق کی علامت قرار دیا ہے:

'' اربع من كن فيه كان منافقًا خالصًا، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتىٰ يدعها۔ اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا عاهد غدر واذا خاصم فجر۔'' (12)

''جس شخص میں چار خصلتیں پائی جائیں، وہ خالص منافق ہے، اور جس میں ان (چار خصلتوں) میں سے کوئی ایک پائی جائے اس میں نفاق کی خصلت ہے جب تک کہ وہ اسے چھوڑ نہ دے۔۔۔ جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، اور جب معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، اور جب جھگڑے تو گالم گلوچ کرے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

'' لا تمار اخاك ولا تمازحه ولا تعده موعدة فتخلفه .''

''اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو اور ان کا مذاق نہ اڑائیں، اور اس سے ایسا وعدہ نہ کرو جسے پورا نہ کرو۔'' (13)

اس روایت میں تین باتوں سے روکا گیا ہے جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایسا وعدہ نہ کرو جسے پورا نہ کرو، یعنی کہ وعدے کی خلاف ورزی سے منع فرمایا گیا ہے جس سے وعدے کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ایفاء عہد کی شرعی حیثیت

وعدہ اور اس سے ملتے جلتے الفاظ کے تذکرے کے بعد وعدہ اور معاہدہ کی شرعی حیثیت کا قرآن وسنت اور فقہاء امت کے اصولوں کی روشنی میں جائزہ لیا جانا ضروری ہے، تاکہ معلوم ہو سکے کہ وعدہ یا معاہدہ کو پورا کرنا واجب ہے یا محض مکارم اخلاق میں سے ہے۔ اگر واجب ہے بھی تو فقط شرعاً واجب ہے یا پھر اسے قضاءً بھی واجب العمل قرار دیا جائے گا؟

ناجائز وعدہ(Impermissible)

(۱) شرعی اعتبار سے کسی حرام کام کا وعدہ کرنا جائز نہیں ہے اور ایسے وعدے کو ترک کرنا اور اس کی خلاف ورزی کرنا واجب ہے۔

(۲) اسی طرح کوئی ایسا وعدہ کرنا بھی جائز نہیں جس میں سودی معاملات کو جائز کرنے کا حیلہ مقصود ہو۔

(۳) قرض کے لین دین میں ایسا وعدہ کرنا جو قرض خواہ کے لیے قرض کی ادائیگی کے علاوہ کسی بھی نفع کا سبب بنے۔

ایسا وعدہ جس کا نتیجہ بیع عینہ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہو وہ بھی شرعی اعتبار سے ناجائز ہے۔ مثال کے طور پر الف نے ب سے ایک گاڑی پندرہ لاکھ میں تین سال کی ادھار پر خریدی، ساتھ ہی یہی گاڑی ب کو بارہ لاکھ میں فروخت کرنے کا وعدہ کیا تو ایسا وعدہ کرنا شرعاً ناجائز ہے، اس لیے کہ یہاں وعدہ کو پورا کرنے کی صورت میں نتیجہ بیع عینہ کے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

جائز غیر لازم وعدہ

۱۔ کسی بھی جائز کام کا وعدہ یا اپنے اوپر مالی تصرف کا وعدہ کرنا شرعاً جائز ہے، اور اسے پورا کرنا دیانۃً لازم ہے۔ البتہ اگر وعدہ کرنے والا وعدے کو پورا نہیں کر سکا تو دیکھا جائے گا کہ یہ عدم ایفاء کسی عذر اور مجبوری کی بناء پر ہے یا بغیر کسی عذر کے؟

اگر وعدہ خلافی کسی معقول عذر اور شدید مجبوری کی وجہ سے ہے تو مالی معاملات کے علاوہ تمام معاملات میں (چاہے وہ اخلاقی ہوں، معاشرتی یا پھر سماجی ہوں) اس کو معذور سمجھا جائے گا۔

۲۔ مالی معاملات میں بھی اگر وعدہ خلافی کی وجہ سے موعود لہ (جس سے وعدہ کیا گیا ہو) کو کوئی مالی نقصان برداشت نہ کرنا پڑے تو ایسی صورت میں بھی وعدہ خلافی اگر بامر مجبوری ہو تو بھی اسے معذور سمجھا جائے گا، اور بغیر مجبوری کی صورت میں وعدہ خلافی کرنے والے کو شریعت اور معاشرے کی نگاہ میں ناپسندیدہ قرار دیا جائے گا۔

۳۔ ایک صورت اور بھی تقریباً واضح ہے۔ وہ یہ کہ واعد نے وقت موعود (وعدہ پورا کرنے کا وقت آنے) سے پہلے اپنے کیے ہوئے وعدے سے رجوع کر لیا ہو اور موعود لہ نے اس وعدہ کی وجہ سے کوئی مالی ذمہ داری بھی نہ اٹھائی ہو تو وعدے سے رجوع کرنا درست اور جائز ہے اور وعدے کا ایفاء لازم نہیں۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے اس مہینے کی دس تاریخ کو ایک ہنڈا موٹر سائیکل خریدنے کا وعدہ کیا اور پھر دس تاریخ آنے سے پہلے ہی آٹھ تاریخ کو اپنے وعدے سے رجوع کر لیا جبکہ موعود لہ نے ابھی تک اس وعدے کی وجہ سے کوئی مالی ذمہ

داری برداشت نہیں کی، تو وعدے سے رجوع کرنا جائز ہے۔ اگرچہ اس میں بھی جزوی اختلاف ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی اس بارے میں فرماتے ہیں:

"لیکن اگر اس نے ابھی وہ کام نہیں کیا تھا کہ وعدہ کرنے والے نے رجوع کر لیا تو اب وعدہ لازم نہیں ہے۔ البتہ امام اصبغ یہ فرماتے ہیں کہ چاہے ابھی وہ کام شروع نہ کیا ہو، تب بھی وعدہ لازم ہو جائے گا۔"(14)

۴۔ تبرعات (Gifts and Charity) کا وعدہ کرنا بھی جائز ہے۔ مثلاً کوئی شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ میں آپ کو ایک موبائل فون ہبہ کرنے کا وعدہ کرتا ہوں، یا پانچ ہزار قرضہ دینے کا وعدہ کرتا ہوں تو اس طرح کے وعدے کرنا جائز ہے اور انہیں پورا کرنا عام حالات میں دیانتاً لازم ہے۔ (البتہ یہاں پر ایک صورت وعدہ کے قضاء لزوم کی ہے وہ یہ کہ اگر تبرع کے وعدے کو کسی دوسرے کام کے انجام دینے کے ساتھ معلق کیا جس پر اعتماد کرتے ہوئے موعود لہ نے اس کام کی انجام دہی پر مالی ذمہ داری بھی برداشت کی تو ایسی صورت میں اس وعدے کا ایفاء قضاءً بھی لازم ہو جائے گا، مثلاً ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ اگر آپ نے مجھ سے میری گاڑی خریدی تو میں آپکو ایک موبائل فون ہدیہ کروں گا، یہاں پر گاڑی کی خریداری کی صورت میں موبائل فون ہدیہ کرنا لازمی قرار پائے گا، اس کی دلیل التزام بالوعد کے ذیل میں ذکر کریں گے۔

مذکورہ بالا تمام صورتوں میں کچھ احکام تو اتفاقی ہیں اور کچھ میں اگرچہ جزوی اختلاف ہے لیکن اس کو للاکثر حکم الکل کے عمومی قاعدہ کی وجہ سے ذکر نہیں کیا گیا۔ دوسرا اس وجہ سے بھی کہ یہ تمام صورتیں بمع احکام ہمارا موضوع بحث نہیں۔

جائز لازم وعدہ (التزام بالوعد)

یہاں پر ہم اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں کہ جب واعد کے وعدہ کرنے کی وجہ سے موعود لہ نے کوئی مالی ذمہ داری برداشت کر لی اور اس کے بعد واعد اپنے وعدہ کو پورا کرنے سے انکار کرتا ہے تو کیا واعد کو موعود لہ کے وعدہ کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی تلافی پر مجبور کیا جائے گا یا نہیں؟

اس صورت کو مثال سے سمجھنے کے بعد اس کے حکم کی تفصیل بیان کریں گے، تاکہ صورت واضح ہونے کے بعد حکم معلوم کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

مثال کے طور پر وعدہ کرنے والا (کلائنٹ) اسلامی بینک سے کہتا ہے کہ آپ یہ سامان اپنے لیے خریدیں اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ بعد میں یہ سامان آپ سے خرید لوں گا۔ اس کے بعد اسلامی بینک اس وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے وہ سامان بیس لاکھ روپے میں خریدتا ہے اور وعدہ کرنے والے کو دو لاکھ منافع میں فروخت کرنا چاہتا ہے۔ اب وعدہ کرنے والا (کلائنٹ) اپنا وعدہ پورا نہیں کرتا، اور سامان خریدنے سے انکار کرتا ہے۔ اسلامی بینک وہ سامان مارکیٹ میں اٹھارہ لاکھ میں فروخت کرتا ہے جس میں اسلامی بینک کو دو لاکھ کا نقصان برداشت کرنا پڑا، اور اگر منافع کو شامل کر لیا جائے تو چار لاکھ کا نقصان اٹھانا پڑا۔

اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو نقصان مالیاتی ادارے کو وعدہ کی وجہ سے برداشت کرنا پڑا، کیا وعدہ کرنے والے پر اس کی تلافی لازم ہے یا نہیں،؟ نیز یہ بھی کہ تلافی لازم ہونے کی صورت میں کیا صرف حقیقی نقصان (جو کہ صورت مذکورہ میں دو لاکھ روپے ہے) کی تلافی کرے گا یا پھر حاصل ہونے والے متوقع منافع (Opportunity Cost) کو بھی شامل کیا جائے گا۔؟ (جو کہ مذکوہ مثال میں مزید دو لاکھ روپے ہے)

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ ایسی صورتحال میں وعدے کرنے والے سے وعدہ خلافی کی وجہ سے متوقع منافع (Opportunity Cost) وصول نہیں کیا جائے گا۔ البتہ پہلا سوال اپنی جگہ پر برقرار ہے اور حل طلب ہے، جسے قدرے تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت ہے۔

اس حوالے سے متقدمین فقہاء کی آراء کا جب بغور جائزہ لیا گیا تو ان کے ہاں دونوں نقطہ ہائے نظر موجود ہیں، مفتی محمد تقی عثمانی نے اس حوالے سے درج ذیل تین اقوال نقل کیے ہیں:

(ا) بہت سے فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ وعدہ کو پورا کرنا ایک اچھا خلق ہے اور وعدہ کرنے والے کو یہ پورا کرنا چاہیے، اسے پورا نہ کرنا قابل مذمت فعل ہے لیکن اسے پورا کرنا نہ تو لازم اور واجب ہے اور نہ ہی عدالت کے ذریعے اسے پورا کرایا جا سکتا ہے۔ یہ نقطہ نظر نقل کیا ہے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور بعض مالکی فقہاء سے، تاہم جیسے آگے بتایا جائے گا کہ بہت سے حنفی اور مالکی فقہاء اور بعض شافعی فقہاء اس نقطہ نظر سے اتفاق نہیں کرتے۔

(۲) بہت سے فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ وعدہ پورا کرنا واجب ہے اور وعدہ کرنے والے کی اخلاقی کے ساتھ قانونی ذمہ داری بھی ہے کہ وہ وعدہ ایفاء کرے، ان کے مذہب کے مطابق وعدے پر عمل عدالت کے ذریعے بھی کرایا جا سکتا ہے۔ یہ مذہب مشہور صحابی حضرت سمرہ بن جندبؓ، عمر بن عبدالعزیز، حسن بصری، سعید بن الاشوع، اسحاق بن راھویہ اور امام بخاری کی طرف منسوب ہے۔ بعض مالکی فقہاء کا مذہب بھی یہی ہے۔ ابن العربی اور ابن الشاط نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے، معروف شافعی فقیہ امام غزالی نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ وعدہ اگر حتمی طریقے سے کیا گیا ہو تو اسے پورا کرنا واجب ہے۔ یہی رائے ابن شبرمہ کی ہے۔

بعض مالکی فقہاء نے ایک تیسرا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عام حالات میں تو ایفاء عہد (قضاءً) واجب نہیں ہوتا۔ اگر وعدہ کرنے والے کے وعدے کی وجہ سے دوسرے شخص کو کوئی حرج برداشت کرنا پڑ جائے یا وہ اس وعدے کی وجہ سے کوئی بوجھ یا ذمہ داری قبول کرلے تو ایسے وعدے کا ایفاء ضروری ہے، جس پر اسے عدالت کے ذریعے مجبور بھی کیا جا سکتا ہے۔(15)

مذکورہ تینوں مذاہب کو دیکھا جائے تو اکثریت کی رائے کے اعتبار سے وعدہ کا قضاءً لزوم ثابت نہیں ہوتا، البتہ بعض حضرات کی رائے پھر بھی موجود ہے، اور موجودہ مالی معاملات کا اگر دقت نظر سے جائزہ لیا جائے تو قدیم زمانے کے اعتبار سے بہت سی تبدیلیاں اور پیچیدگیاں واقع ہوئی ہیں جن کی مثال قرون اولیٰ یا پھر وسطیٰ میں نہیں ملتی، ان تبدیلیوں کے پیش نظر اگر وعدے کو قضاءً لازم قرار نہ دیا جائے تو کاروباری میدان

میں شدید حرج لاحق ہوگا۔

متقدمین کی بعض عبارات سے بامر حاجت شدیدہ وعدے کو قضاءً لازم کرنے کی صراحتیں بھی موجود ہیں، ایسے دو مواقع فقہی ذخیرے میں موجود ہیں جن سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ بحالت مجبوری وعدے کا لزوم قضاءً ثابت ہے۔

(۱) پہلا موقع وہ ہے جہاں بحالت مجبوری وعدے کو قضاءً لازم کر دیا گیا ہے، جسے غیر سودی بینکاری میں بحوالہ جامع الفصولین یوں ذکر کیا گیا ہے، ملاحظہ ہو:

" ولو ذکر البیع بلا شرط ثم ذکر الشرط علیٰ وجه العدة جاز البیع ولزم الوفاء بالوعد، اذالمواعید قد تکون لازمة فیجعل لازمة لحاجة الناس۔"

"اور اگر دونوں نے بیع تو کسی شرط کے بغیر کرلی، پھر وفاء کی شرط وعدے کے طور پر کرلی تو بیع جائز ہو گئی، اور وعدے کو پورا کرنا لازم ہو گیا، کیونکہ وعدے بعض اوقات لوگوں کی حاجت کی وجہ سے لازم ہو جاتے ہیں۔" (16)

یہاں پر اگرچہ بیع بالوفاء کی صورت کو مجبوری قرار دیا گیا ہے (اور بیع بالوفاء اس بیع کو کہا جاتا ہے جس میں فروخت کنندہ خریدار سے یوں کہتا ہے کہ میں یہ چیز آپ کو فروخت کرتا ہوں لیکن جب بھی میں تمہیں اس کی قیمت واپس کروں تو تمہیں یہ چیز مجھے فروخت کرنی پڑے گی) اور یہ صورت درحقیقت رہن سے استفادہ کے لیے جائز قرار دی گئی تھی اس لیے کہ یہ رہن سے استفادہ کا ایک حیلہ تھا۔ عام حالات میں رہن سے استفادہ جائز نہیں ہوتا اس وجہ سے کوئی ضرورت مند قرض لینے کی بجائے کوئی چیز اسے فروخت کر دیتا تھا، اس میں دونوں کا فائدہ ہوتا تھا، فروخت کنندہ کو اپنی ضرورت کی رقم مل جاتی تھی اور خریدار کو اس چیز میں تصرف کا حق حاصل ہو جاتا تھا۔

اس عبارت کے آخری جملے میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ کبھی کبھار لوگوں کی حاجت شدیدہ کی وجہ سے وعدوں کو لازم بھی کیا جا سکتا ہے، اور اگر دیکھا جائے تو موجودہ مالی معاملات میں بیع بالوفاء کی بنسبت زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ وعدوں کو لازم کیا جائے۔

(۲) دوسرا موقع وہ ہے جس میں وعدہ کو کسی شرط کے ساتھ معلق کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں بھی وعدہ کا ایفاء لازم قرار دیا جائے گا۔

اس سلسلے میں مجلة الاحکام العدلیه کے حوالے سے درج ذیل ایک عبارت منقول ہے:

" (المادة 84) المواعید بصورة التعالیق قد تکون لازمة؛ لانه یظهر فیها حینئذ معنی الالتزام والتعهد۔" (17)

"وعدے معلق ہونے کی صورت میں لازم ہو جاتے ہیں کیونکہ ان میں اس (تعلیق کے) وقت لزوم اور پختگی ظاہر ہو جاتی ہے۔"

یہاں پر تعلیق کی صورت میں وعدے کے لزوم کا ذکر کیا گیا ہے، اور تعلیق کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک کام کو دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا جائے جیسا کہ کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میں فلاں شہر میں داخل ہوا تو روزہ رکھوں گا، ایسی صورت میں اس شہر میں داخل ہوتے ہی اس شخص پر روزہ رکھنا لازم ہو جائے گا۔

وعدے سے متعلق مذکورہ بالا تینوں مذاہب متقدمین کے ہیں۔

معاصر فقہاء کی آراء

معاصر فقہاء میں اس حوالے سے تقریباً اتفاق پایا جاتا ہے کہ وعدے کی وجہ سے اگر موعود لہ نے کوئی مالی ذمہ داری اٹھالی، اس کے بعد وعدہ کرنے والے نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا تو اس سے ہونے والے حقیقی نقصان کی تلافی کی جائے گی۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ اس چیز کو بازار میں فروخت کرنے کے بعد حاصل شدہ رقم کا اصل رقم سے موازنہ کیا جائے گا، اصل رقم سے جو نقصان ہوا وہ وعدہ کرنے والے سے وصول کیا جائے گا۔

وعدے کے قضاءً لزوم کے حوالے سے معروف معیشت دان محمد ایوب نے اسے معاصر علماء کا اجماعی فیصلہ قرار دیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں :

"موجودہ دور کے کاروبار کی باریکیوں (خصوصاً جب اسلامی بینک کاروبار میں باقاعدہ حصہ لیں) کو پیش نظر رکھتے ہوئے عصر حاضر کے علماء کا اس امر پر اجماع ہے کہ وعدہ اس وقت تک واجب نفاذ ہے جب تک وعدہ کرنے والا کسی ناگزیر وجہ سے اسے پورا کرنے کا اہل نہ ہو۔ اگر وعدہ کرنے والے نے قصداً ایفاء عہد نہیں کیا تو اسے معاہد لہ کا نقصان پورا کرنا چاہیے۔"

اس سے اگلے صفحہ پر مزید وضاحت کے ساتھ رقمطراز ہیں کہ :

"اور عصر حاضر کے تقریباً تمام فقہاء نے فریقین میں باہمی رضامندی سے کاروباری معاملہ طے ہونے کی صورت میں وعدے کی قانونی حیثیت تسلیم کی ہے۔ ان فقہاء کے نزدیک وعدہ پورا کرنا لازمی ہے اور وعدہ کرنے والے پر ایفاء عہد کی اخلاقی اور قانونی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔"

نیز اس سے اگلے صفحہ پر وعدے کے قضاءً لازم ہونے کی مزید ایک علت ذکر فرماتے ہیں:

"مزید یہ کہ اس سے قرآن وسنت کے کسی نص کی مخالفت نہیں ہوتی اس لیے اسے اباحۃ الاصلیہ کے اصول پر قبول کیا جاسکتا ہے۔"(18)

هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية (Accounting and Auditing Organization for Islamic Financial Institutions(AAOIFI) کی مجلس شرعی نے مالی تصرف میں وعدے کے لزوم کو قبول کیا ہے۔ شرعی معیار نمبر ۴۹ میں درج ہے کہ :

"فان ترتب على عدم الوفاء بالوعد ضرر على الموعود له فليزم الواعد التعويض على الضرر قضاءً مثل ان يقول الواعد لتاجر: اشتر هذه البضاعة لنفسک، وانی اعدک بانی سوف اشتريها منک، فاشتراها التاجر اعتمادًا على ذلک الوعد فلم يف الواعد ،فحينئذ يلزمه قضاءً ان يجبر ما لحق التاجر الموعود له من ضرر فعلی،بمعنى انه ان لم يستطع التاجر ان يبيعه فی السوق بما يغطی تكلفته، فالواعد بالشراء يتحمل الفرق بين التكلفة والثمن الذی باعه به۔ وليس من الضرر الفعلی الفرصة الضائعة۔"(19)

''اگر ایسے وعدے پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجہ سے موعود لہ (جس سے وعدہ کیا گیا ہو) کو کوئی نقصان پہنچے تو اس صورت میں وعدہ کرنے والے پر اس نقصان کی تلافی کرنا قانونی لحاظ سے لازم ہوگا۔ مثلاً: وعدہ کرنے والا تاجر سے کہتا ہے کہ آپ یہ سامان اپنے لیے خریدیں اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ بعد میں یہ سامان آپ سے خرید لوں گا۔ چنانچہ تاجر اس وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے وہ سامان خرید لیتا ہے، اور وعدہ کرنے والا اپنا وعدہ پورا نہیں کرتا۔ اب اس وعدہ کرنے والے پر قانونی لحاظ سے لازم ہوگا کہ وہ موعود لہ (جس سے وعدہ کیا گیا ہو) تاجر کو پیش آنے والے حقیقی نقصان کی تلافی کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تاجر اس سامان کو بازار میں اتنی قیمت پر فروخت نہیں کر سکا جس سے اس کی لاگت پوری ہو سکے تو خریداری کا وعدہ کرنے والا شخص اس چیز کی خریداری پر آنے والی لاگت اور جس قیمت پر تاجر نے وہ چیز فروخت کی ہے ان دونوں کے درمیان فرق کو برداشت کرے گا۔ حقیقی نقصان میں متوقع نفع (Opportunity cost) شامل نہیں ہوگا۔''[20]

او آئی سی کے ماتحت قائم مجمع الفقه الإسلامي الدولي (International Islamic Fiqh Academy) نے بھی مالی معاملات میں وعدے کو چند شرائط کے ساتھ لازم قرار دیا ہے۔ قرارداد نمبر ۵ کی دوسری شق میں ہے کہ:

'' الوعد – وهو الذي يصدر من الآمر أو المأمور على وجه الانفراد – يكون ملزماً للواعد ديانة إلا لعذر، وهو ملزم قضاء إذا كان معلقاً على سبب ودخل الموعود في كلفة نتيجة الوعد. ويتحدد أثر الإلزام في هذه الحالة إما بتنفيذ الوعد، وإما بالتعويض عن الضرر الواقع فعلاً بسبب عدم الوفاء بالوعد بلا عذر.''

''وعدہ: وعدہ (جو انفرادی طور پر آمر (حکم دینے والے) یا مامور (خریدنے والے) کی جانب سے ہو) کا ایفاء عذر کے علاوہ صورت میں وعدہ کرنے والے کے حق میں دیانۃً لازمی ہے، اور اگر وہ وعدہ کسی ایسے سبب کے ساتھ وابستہ ہو کہ وعدہ کے نتیجے میں وہ شخص جس سے وعدہ کیا گیا ہے، کوئی جدوجہد انجام دیتا ہو تو ایسی صورت میں قضاءً بھی وعدہ کا ایفاءً لازم ہے، اور ایسی حالت میں لزوم کے اثر کی تحدید یا تو وعدہ کی تکمیل سے ہوگی یا بلا عذر وعدہ پورا نہ کرنے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے نقصان کا معاوضہ ادا کرنے کے نتیجے میں ہوگی۔''[21]

معاہدہ/مواعدہ (دو طرفہ وعدہ) اور اس کا حکم

گذشتہ تفصیل یک طرفہ وعدہ سے متعلق تھی جہاں پر وعدہ کو تین اقسام (ناجائز، جائز اور جائز بمع التزام بالوعد) میں ذکر کیا گیا اسی طرح یہاں بھی اس کو تین اقسام میں بیان کیا جاتا ہے۔

(ا) ناجائز معاہدہ

ناجائز وعدے کی طرح ناجائز معاہدے کی بھی شرعاً ہرگز اجازت نہیں ہے، اسی طرح ایسا دو طرفہ وعدہ بھی حرام ہے جس کا مقصد سودی لین دین ہو یا عینہ کی صورت اختیار کرتا ہو تو بھی ناجائز اور حرام ہے، مثال کے طور پر ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ میں اپنا موبائل آپکو بیس ہزار میں بیچنے کا وعدہ کرتا ہوں اور دوسرا شخص کہتا ہے کہ میں یہی موبائل آپ سے خریدنے کے آپ ہی کو پندرہ ہزار میں بیچنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ تو جس طرح شرعاً ایسی بیع جائز نہیں جو کہ عینہ ہے، اسی طرح ایسا دو طرفہ وعدہ کرنا بھی جائز نہیں جو عینہ کی صورت میں ظاہر ہو۔

(۲) جائز غیر لازم معاہدہ

کسی جائز کام کا دونوں طرف سے وعدہ کرنا جائز ہے اور اس معاہدہ کی پاسداری بھی اخلاقاً اور دیانۃً لازم ہے لیکن عام حالات میں قضاءً لازم نہیں۔ مثلاً دو فریق کسی کاروبار میں داخل ہونے کے لیے ایک عمومی مفاہمت کی یادداشت (General Agreement) پر اتفاق کر لیتے ہیں، جس میں راس المال کی مقدار، وقت کا تعین، کاروبار کی نوعیت، طریقہ کار اور شرائط وضوابط کا اندراج ہوتا ہے، اور اس معاہدہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر کاروبار میں داخل ہوگئے تو اسی طے شدہ معاہدہ کے مطابق معاملات انجام دیے جائیں گے۔ تو اس معاہدہ کی حیثیت دوطرفہ وعدہ کی ہے، اور جب تک کوئی فریق وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی مالی ذمہ داری نہیں اٹھاتا یا اس عقد کا عملی طور پر انعقاد نہیں ہوتا اس وقت تک فریقین میں سے ہر ایک کو اس معاہدہ سے رجوع کا اختیار ہوتا ہے۔

(۳) جائز لازم معاہدہ (التزام بالوعد)

مذکورہ بالا صورت میں جب فریقین میں سے کوئی ایک اسی وعدہ کی بنیاد پر مالی ذمہ داری اٹھالے تو ایسی صورت میں دوسرے فریق پر اس وعدہ کی پاسداری لازم ہو جاتی ہے، اور وعدہ خلافی کی صورت میں اسے حقیقی نقصان کی تلافی کرنی پڑے گی۔ اسی طرح اگر عمومی معاہدہ کے بعد عملاً بیع کا انعقاد کر لیا تو اب دونوں فریق پر اس معاہدہ (General Agreement) کی پاسداری قضاءً لازم ہو جاتی ہے۔ ایوفی کی مجلس شرعی نے بھی معاہدہ کے اس التزام کو قبول کیا ہے۔ چنانچہ المعاییر الشرعیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

” یجوز اتفاق طرفین علی اطار عام (اطار تفاهم) فی المستقبل وضوابطه وشروطه، بحیث یکون لکل واحدٍ من الطرفین الخیار بین الدخول فی التعامل وعدمه، ولکن ان دخلا فی التعامل بارادتهما ، تطبق الشروط والضوابط المتفق علیها فی الاطار العام۔وهذه الاتفاقیة مواعدة غیر ملزمة لاحد من الطرفین بالدخول فی التعامل۔“ (22)

” مستقبل کے معاملات کے لیے دونوں فریقوں کا ایک عمومی مفاہمت کی یادداشت اور اس کے ضوابط وشرائط پر اتفاق کر لینا جائز ہے، وہ اس طرح کہ دونوں فریقوں کے پاس معاملات کے کرنے اور نہ کرنے کا اختیار ہو۔ البتہ اگر وہ دونوں اپنی مرضی سے کسی معاملے میں داخل ہوگئے تو مجموعی مفاہمت کی یادداشت میں طے شدہ شرائط وضوابط لاگو ہوں گے۔ یہ معاہدہ دوطرفہ وعدہ ہوگا لیکن کسی بھی فریق کے لیے معاملے میں داخل ہونا لازم نہیں ہوگا۔“(23)

اسلامی بینکاری میں وعدہ اور معاہدہ کا استعمال

اسلامی بینکاری کے پراڈکٹس کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ تین مقامات میں صفقة فی صفقة یعنی ایک سے زیادہ عقود کے اجتماع (جس سے عقد بیع فاسد ہو جاتا ہے) سے بچنے کے لیے وعدوں کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اور ان وعدوں کو لازم قرار دیا جاتا ہے۔

(۱) مرابحہ للآمر بالشراء (Murabaha to purchase order) میں وعدہ کے ذریعے عقد کی انجام دہی ہوتی ہے۔ جس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ گاہک (Customer) اسلامی بینک سے متعینہ چیز بطور مرابحہ خریدنے کی درخواست کرتا ہے

(چونکہ بینک کے پاس مطلوبہ چیز موجود نہیں ہوتی، وہ مطلوبہ چیز خرید کر گاہک کو اصل لاگت پر متعینہ منافع کے ساتھ فروخت کرتا ہے) تو بینک گاہک کے لیے وہ چیز خریدنے سے پہلے اس سے خریداری کا وعدہ لیتا ہے، تاکہ بینک کا نقصان نہ ہو۔ یہاں پر یہ وعدہ لینا شرعا درست ہے، اور بینک کی طرف سے سامان خریدنے یا خریداری پر مالی تصرف کے بعد گاہک پر وعدے کی پاسداری قضاءً لازم ہو جائے گی، خلاف ورزی کی صورت میں وعدہ کرنے والے کو بینک کے حقیقی نقصان کی تلافی کرنی پڑے گی۔

(۲) اسلامی بینکاری میں دوسرا موقع جہاں پر وعدہ کو لازم قرار دیا گیا ہے وہ اجارہ منتهيه بالتمليک (Ijarah Muntahia Bittamleek) ہے۔ یہاں پر وعدہ بینک کی طرف سے ہوتا ہے جو عقد اجارہ سے بالکل علیحدہ ہوتا ہے۔ جس میں بینک گاہک کو کوئی چیز کرایہ پر دینے کا معاہدہ کرتا ہے، جس میں اجارہ کی تمام شرائط کا لحاظ رکھا جاتا ہے، پھر عقد اجارہ سے بالکل علیحدہ بینک گاہک سے کرائے کی اقساط مکمل ہونے کے بعد وہ چیز ہدیہ کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔ یہاں پر بھی بینک پر وعدہ کی پاسداری کو لازم قرار دیا گیا ہے

(۳) تیسرا مقام جس میں معاصر فقہاء کی طرف سے وعدہ کو لازم قرار دیا گیا ہے وہ شرکت متناقصہ (Diminishing Musharaka) ہے۔ جس میں وعدہ دو طرفہ ہوتا ہے۔ اور یہاں بھی ضروری ہے کہ دونوں طرف سے وعدہ شرکت کے عقد سے بالکل علیحدہ ہو، اگر کسی ایک کو دوسرے میں مشروط کیا گیا تو عقد شرکت باطل ہو جائے گا۔ اس میں اسلامی بینک کی طرف سے یہ وعدہ ہوتا ہے کہ وہ اپنا حصہ شریک کو کرایہ پر دے گا، اور گاہک کی طرف سے یہ وعدہ ہوتا ہے کہ وہ بینک کے حصے کے یونٹس مختلف مراحل میں خریدے گا، دونوں وعدے لازم قرار دیے جائیں گے، لیکن اس کے لیے یہ لازمی شرط ہے کہ شرکت کا عقد اور وعدے ایک دوسرے سے بلکل الگ الگ ہوں۔ شرکت کے عقد سے علیحدہ وعدہ کیا جائے تو درست ہو جائے گا۔

ایوفی کی مجلس شرعی نے مذکورہ بالا تینوں مقامات میں وعدہ کو لازم قرار دیا ہے۔ تینوں صورتوں کے بارے میں مجلس شرعی کا فیصلہ درج ذیل ہے:

" 1/5: الوعد من الأمر بالشراء فی المرابحات التی تجریها المؤسسات وعد ملزم۔

2/5: الوعد من المؤسسة الموجرة فی الاجارة المنتهية بالتمليک بهبة العين الموجرة الى المستائجر على ان يسدد جميع اقساط الاجارة وعد ملزم۔

3/5: الوعد من المؤسسة فی المشاركة المتناقصة انها توجر حصتها الى الشريک وعد ملزم ، والوعد من العميل انه سوف يشترى وحدات من حصة المؤسسة على مراحل معلومة وعد ملزم قضاء۔"[(24)]

"۱/۵: اداروں میں رائج مرابحہ میں درخواست گذار کی طرف سے خریداری کا وعدہ واجب العمل ہوتا ہے۔

۲/۵: اجارہ منتھیہ بالتملیک میں تمام کرائے کی اقساط کی ادائیگی کی صورت میں کرایہ پر دینے والے ادارے کی طرف سے کرایہ پر دی ہوئی چیز کرایہ دار کو عطیہ کرنے کا وعدہ واجب العمل وعدہ ہے۔

۳/۵: شرکت متناقصہ میں ادارے کی طرف سے یہ وعدہ کہ وہ اپنا حصہ شریک کو کرایہ پر دے گا، قانونی لحاظ سے واجب العمل وعدہ ہے۔ اسی طرح گاہک کی طرف سے یہ وعدہ کہ وہ مختلف مراحل میں ادارہ کے حصے کے یونٹس کو خریدے گا، قانونی لحاظ سے ایک واجب العمل وعدہ ہے۔"(25)

ایسے وعدے جن کی بنیاد پر موعود لہ کو کوئی خرچہ اٹھانا پڑ جائے ان کے قضاءً لزوم کا بے غبار طریقہ کار یہ ہے کہ یا تو حکومت وقت ایسے وعدوں کو قانونی طور پر لازم قرار دے یا پھر فریقین باہمی رضامندی سے وعدہ کے لزوم پر اتفاق کرلیں تو ایسی صورت میں وعدہ قضاءً لازم ہو جاتا ہے۔ مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے وعدہ کی اس صورت کو بیان کرنے کے بعد اس کے قضاءً لازم ہونے کے انہیں دو صورتوں کا ذکر یوں کیا ہے:

"(الف) واتفق الفریقان عند الوعد ان ھذالوعد یلزم الواعد قضاءً ۔"

"(ب) ان یصدر قانون من ولی الامر بالزام الوعد قضاءً۔ "(26)

"(الف) اور دونوں فریق وعدہ کرتے وقت اس بات پر اتفاق کرلیں کہ وعدہ کرنے والے پر یہ وعدہ قضاءً لازم ہوگا۔

(ب) ریاست کے سربراہ کی طرف سے قضاءً وعدے کو لازم ہونے کا قانون بن جائے گا۔"

خلاصہ بحث و نتائج

وعدہ یکطرفہ یقین دہانی کا نام ہے اور معاہدہ/مواعدہ میں دونوں فریق ایک دوسرے کو مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی یقین دہانی کراتے ہیں۔ شرعی نقطہ نظر سے ناجائز اور حرام کام کرنے کا وعدہ کرنا بھی ناجائز ہے۔ اور ایسے وعدوں کی خلاف ورزی واجب ہے۔ عام حالات میں وعدوں کی پاسداری مسلمان کا اخلاقی فریضہ ہے۔ قرآن وسنت میں وعدہ کو پورا کرنے کی کئی مقامات میں تاکید آئی ہے، یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے وعدہ خلافی کو نفاق کی علامت قرار دیا ہے، لیکن قضاءً لازم نہیں ہوتے۔ البتہ اگر وعدہ یا معاہدہ دو طرفہ ہو، اور اسی وعدہ پر اعتماد کرتے ہوئے موعود لہ (جس سے وعدہ کیا گیا ہو) نے کوئی مالی تصرف کیا، جس کے نتیجے میں اسے خرچہ برداشت کرنا پڑا تو ایسی صورت میں وعدہ کے قضاءً لازم ہونے یا نہ ہونے سے متعلق متقدمین فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے اکثریت کی رائے عدم لزوم کی ہے۔

اوراس حوالے سے معاصر فقہاء کا تقریبا اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ موجودہ تجارت کی پیچیدگیوں کے پیش نظر وعدہ کو قضاءً لازم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ او آئی سی کے ماتحت قائم بین الاقوامی اسلامک فقہ اکیڈمی جدہ اور ہیئۃ المحاسبہ (AAOIFI) بحرین کی المجلس الشرعی نے بھی وعدہ کی مذکورہ صورت میں اس کا ایفاء قضاءً لازم قرار دیا ہے۔

اسلامی بینکاری کے مذکورہ تینوں تمویلی طریقوں (Modes of Finance) میں موجودہ تجارتی عرف کی وجہ سے یا پھر قانونی مجبوریوں کے پیش نظر وعدہ کو لازم قرار دیا گیا ہے لیکن اس کے لئے ضروری قرار دیا کہ وعدہ کو بیع کے عقد سے بلکل علیحدہ انجام دیا جائے اور بیع کرتے وقت وعدہ کا بالکل بھی ذکر نہ کیا جائے۔

اسلامی بینکاری میں ایسے وعدوں کو لازم کرنے کی بے غبار دو صورتیں ہیں: یا تو فریقین وعدہ کے لازم ہونے پر باہمی اتفاق کرلیں یا پھر حکومت وقت ان وعدوں کے لزوم کو قانونا نافذ کرلے۔

References

1. Muhammad Ayub, Islami Maliyaat (Islamic banking: Principles & Applications), Rifah centre of Islamic Business, Islamabad 2010, P: 139
2. Al-Quran, Aal Imran 3:139
3. Al-Quran, Al Ra'd 13: 20
4. Al-Quran, Al-Baqarah 2: 40
5. Al-Quran, Bani Israil 17:34
6. Al-Quran, Al-Mominoon 23:8
7. Ibid: Islami Maliyaat (M.Ayub) P: 140
8. Usmani, Muhammad Taqi, Gair Soodi Bankari (Related research of Fiqihi issues and review of Objections) Maktabah Maarif ul Quran, Karachi, 2009. P: 134-135
9. Al-Quran, Al-Saff 61:2-3
10. Al-Quran, Bani Israil 17:34
11. Ibid: Gair Soodi Bankari (Usmani M.Taqi) , P 138
12. Ibid: P: 136
13. Ibid: P: 137
14. Ibid: P:139, Bahawala al Farooq al Qarafi, 25/4.
15. Usmani, Muhammad Taqi, Islami Bankari ki Bunyaden, Maktabah Al Arfi Fasailabad. P: 128
16. Ibid: Gair Soodi Bankari (Usmani M.Taqi) , P 143
17. Ibid: Gair Soodi Bankari (Usmani M.Taqi) , P 144
18. Ibid: Islami Maliyaat (M.Ayub) P 153-155

19. AAOIFI, Shariah Standerds, Behrain, P: 1190
20. AAOIFI, Shariah Standerds (Urdu), Maktabah Maarif ul Quran, Karachi, 2008 P: 1208-1209
21. Majallat Majma'al-Fiqh al-Islāmi, Jaddah, vol. 5, P: 754, accessed 05-09-2019 Retrieved from https://al-maktaba.org/book/8356. Also. Islamic Fiqh Academy India, Nae Masail aur fiqh academy Kay Faislay , New Dehli, IFA Publications India, 2017. 2ndedition. P: 163
22. AAOIFI, Shariah Standerds, P: 1192
23. AAOIFI, Shariah Standerds, P: 1211
24. AAOIFI, Shariah Standerds, P: 1193
25. AAOIFI, Shariah Standerds, P: 1212
26. Usmani, Muhammad Taqi, Mashru liqanoon islami lil Boyu' wa duyoon, Maktabah Maarif ul Quran, Karachi, 2020. P: 14-15